1

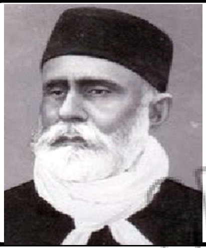

حَمْدُ

ماخذ: دیوانِ حالؔی　　شاعر کا نام: خواجہ الطاف حسین حالؔی　　ہیئت: پابند نظم

شاعر کا تعارف:　(K.B-U.B)

مولانا الطاف حسین حالؔی (1837ء-1914ء) جدید اردو شاعری کے بانیوں میں سے ہیں۔ غزل کی اصلاح اور اس کے مضامین میں وُسعت کے سلسلے میں ان کی خِدمات انتہائی قابل قدر ہیں۔ انھوں نے شاعری کو عشق و عاشقی کی دَلدل سے نکال کر معاصر حالات و مسائل کا ترجمان بنایا۔ اس کے علاوہ ان کے اجتہادی کارناموں کی بدولت اردو زبان آج بین الاقوامی معیارات پر پورا اترتی ہے۔

حالؔی کے والد خواجہ ایزد بخش کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاریؓ سے ملتا ہے۔ ان کی ابتدائی تعلیم کا آغاز حفظِ قرآن سے ہوا۔ اس کے علاوہ بنیادی عربی، فارسی کی تحصیل کی۔ ان کی مرضی کے خلاف ان کی شادی اوائل عمری میں ہی کر دی گئی۔ جسے وہ حصولِ علم کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے تھے۔ چناں چہ اپنی بیوی کی رضامندی سے گھر والوں کو بتائے بغیر دہلی چلے آئے۔ یہاں مولوی نوازش علی سے عربی، فارسی کی مزید تعلیم کے ساتھ ساتھ صَرف و نحو اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ 1856ء میں حصار کلکٹری میں ملازم ہو گئے۔ مگر 1857ء کی جنگ آزادی کے باعث واپس آ گئے اور پھر کئی سال تک حصول علم میں مصروف رہے۔ 1863ء میں حالؔی کو نواب مصطفیٰ خان شیفتؔہ کے ہاں بچوں کی اتالیقی کی خدمات سپرد کی گئیں اور یہ سلسلہ آٹھ سال تک بدستور رہا۔ شیفتؔہ کی صحبت میں حالؔی کو اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ملا۔ اس زمانے میں انھوں نے غالبؔ کی شاگردی بھی اختیار کی۔ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد گورنمنٹ بک ڈپو، لاہور میں نائب مترجم کی حیثیت سے اور اینگلو عربک سکول، دِلّی میں استاد کی حیثیت سے بھی ملازمت کی۔ 1904ء میں انھیں ''شمس العلماء'' کا خطاب ملا۔

حالؔی کا شمار اردو ادب کے اہم شاعروں، نثر نگاروں، اور تنقید نگاروں میں ہوتا ہے۔ 1857ء سے قبل اُن کا کلام قدیم اور روایتی انداز لیے ہوئے ہے۔ مگر بعد میں انجمن پنجاب کی تحریک کے تحت انھوں نے کرنل ہالرائیڈ (ناظم تعلیمات پنجاب) کی ایما پر آزادؔ کے ساتھ مل کر جدید شاعری کی بنیاد ڈالی اور موضوعاتی شاعری کو ترویج دی۔ ان کی چار مثنویات برکھا رُت، نشاطِ امید، حب وطن اور مناظرہ رحم و انصاف اس دور کی یادگار ہیں۔ حالؔی سرسید احمد خان سے بہت متاثر تھے لہٰذا اُن کی ایما پر انھوں نے اپنی شُہرہ آفاق نظم مسدسِ حالؔی (مدوجزر اسلام) تخلیق کی۔ یہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی دردناک داستان ہے۔ جو اپنے زمانے کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی نظم ہے۔

اس کے علاوہ حالؔی کی اخلاقی، اصلاحی اور ملی شاعری نے اردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ انھیں جدید شاعری، تنقید نگاری اور سوانح نگاری میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ ان کی اہم تصانیف میں ''دیوانِ حالؔی'' ''مسدسِ حالؔی'' مقدمہ شعر و شاعری یادگارِ غالبؔ، حیات سعدی اور حیاتِ جاوید اہم ہیں۔

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

مشکل الفاظ کے معانی

(K.B)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قبضہ	گرفت، قابو	سوا	علاوہ، بغیر
نافرماں	گنہ گار، حکم عدولی کرنے والا	حمد سرا	تعریف کرنے والا
مقدم	افضل	حق	سچ
محرم	واقف	نامحرم	ناواقف
بھید	راز	جچتا نہیں	اچھا نہیں لگتا، سجتا نہیں
خلعتِ سلطانی	شاہی لباس	کملی	چادر، پگڑی
مگن	محو، مشغول	گدا	فقیر، بھکاری
محیط	احاطہ کرنے والا	رنج	دکھ
گلا	شکوہ، شکایت	آفاق	دنیا، جہان
مہک	خوشبو	گھر گھر	ہر جگہ
صبا	صبح کی ہوا	رنگِ بیان	اظہار کا انداز

نظم کا مرکزی خیال

(U.B-A.B)

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالی — لاہور بورڈ G-I-2013، G-I-2016، گوجرانوالہ بورڈ G-I-2013,2015، G-I,II-2014، G-II-2017

نظم کا عنوان: حمد

مرکزی خیال:-

اللہ تعالیٰ عظیم اور قادرِ مطلق ہے۔ ہر دل اور ہر ذرے پر اسی کی حکمرانی ہے۔ عارفین کے لیے اس کے جلوے اور نظارے ایک عجیب کیف و مستی کا سامان کیے ہوئے ہیں۔ اس کی قدرت کی نشانیاں ہر جا موجود ہیں۔

نظم کا خلاصہ

(U.B-A.B)

شاعر کا نام: خواجہ الطاف حسین حالی — لاہور بورڈ G-I-2013، G-I-2016، گوجرانوالہ بورڈ G-I-2013,2015، G-I,II-2014

نظم کا عنوان: حمد

خلاصہ:-

اے اللہ! اک نافرمان بندے کا تیری حمد بیان کرنا اس بات کا مظہر ہے کہ دلوں پر تیرا قبضہ ہے۔ گو تیرا حق ادا کرنا مقدم ہے مگر بندے سے کیونکر ادا ہو سکتا ہے۔ تیری قدرت کے راز جان لینے والا بھی انھیں بیان نہیں کر پاتا۔ وہ دنیاوی عزت کی خواہش نہیں کرتا۔ مصیبت زدہ لوگوں کو تیرا ہی سہارا ہے۔ بادِ صبا تیری قدرت کا پیغام گھر گھر پہنچا رہی ہے۔ حالی کا بھی حمد بیان کرنے کا انداز ہر دل کو متاثر کرتا ہے۔

اشعار کی تشریح

(U.B-A.B)

شعر1۔ لاہور بورڈ G-I-2013، گوجرانوالہ بورڈ G-I-2017,G-I-2016

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا
اک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالؔی

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! ہمارے دل اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے کیوں کہ ایک گنہ گار بندہ بھی تیری حمد وثنا بیان کرتا ہے۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنفِ سخن ہے۔ تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف وتوصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ **''کائنات کی ہر شے** [redacted] تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ''قرآن مجید'' کا تو آغاز ہی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی وفارسی میں حمد ومناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالؔی کے ہاں بھی ہمیں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالؔی کے خون میں شامل تھا۔ جس کا انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

زیرِ نظر شعر میں حالؔی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قادرِ مطلق ہے۔ یہ کائنات اس کی حکمت ودانائی کا مظہر ہے اور اس میں موجود ہر چیز اس کے حکم کی تابع ہے۔ کوئی بھی شے اللہ کی منشا اور مرضی کے بغیر حرکت نہیں کر سکتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

ان اللّٰہ علی کل شی ءٍ قدیر .

ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے، جو چاہتا ہے اور جیسا چاہتا ہے اس کائنات میں پیدا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کو ختم کر دیتا ہے۔ کوئی بھی شے اس کی خلاقی اور قدرت سے باہر نہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے دل بھی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ وہ دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے بھی مکمل آگاہی رکھتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس کے دل کی دنیا بدل دیتا ہے۔ وہ بہت بڑا کارساز ہے اور ہر مخلوق کا وہی معبود ہے۔ فرماں بردار بندے تو اس کی عبادت اور اس کے خیال میں شب وروز گزارتے ہی ہیں لیکن گنہ گار اور نافرمان بندے بھی اسی کی صفات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ کوئی خواہ کتنا ہی بڑا گنہ گار کیوں نہ ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق، خالق ومالک اور رازق ہونے سے انکار نہیں کر سکتا ہے کیوں کہ کوئی اور ایسی ذات ہی نہیں ہے جو کہ اس کی ہم پلہ ذات ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

؎ دوسرا کون ہے جہاں تو ہے
کون جانے تجھے، کہاں تو ہے

اس لیے کوئی زاہد ہو یا رند، فرماں بردار ہو یا نافرمان، پرہیزگار ہو یا گنہ گار، ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی حمد وثنا بیان کرتا ہے۔ شاعر بھی خود کو گنہ گاروں میں شامل کرتا ہے لیکن اللہ کی حمد وثنا میں مگن رہتا ہے۔ کیوں کہ وہ یقین رکھتا ہے کہ:

www.ilmkidunya.com

مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

غرض یہ کہ حالؔی نے پُرتاثیر انداز میں اللہ کی عظمت اور اپنی حقارت کا تذکرہ کیا ہے۔ شعر کا انداز سادہ اور دل نشین ہے۔

شعر 2۔

لاہور بورڈ G-I-2015، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2017,G-II-2016،G-I-2014,2015

گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہو گا حق کیوں کر ادا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالؔی

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! اگر چہ بندے پر فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے تیرا حق ادا کرے لیکن ایک کمزور و ناتواں بندہ تیرا حق کیسے ادا کر سکتا ہے۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنفِ سخن ہے تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ ''کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے'' تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ''قرآن مجید'' کا تو آغاز بھی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالؔی کے ہاں بھی ہمیں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔

خدا سے محبت کا عنصر تو حالؔی کے خون میں شامل تھا۔ جس کا انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں کیا ہے۔ ان کے متنوع موضوعات میں 'حمد'، 'نعت' خاص موضوعات ہیں۔ شامل نصاب حمد کا زیرِ نظر شعر ''حقوق اللہ'' کی ادائیگی کا موضوع لیے ہوئے ہے۔ انسان کی پوری زندگی حقوق و فرائض کا مرقع ہے اور ان میں سب سے مقدم حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔

حالؔی بیان کرتے ہیں کہ بندے کا یہ فرضِ اولین ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے خالق و مالک اللہ کا حق ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہے۔ اس کے اپنے بندے پر بے شمار احسانات ہیں۔ اس نے بندے کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا نائب بنایا ہے۔ اس نے بندوں کو دیگر مخلوقات کے برعکس علم و عقل سے نوازا ہے۔ اس نے بندے کو ہدایت اور راہنمائی عطا کی ہے۔ وہ بندے کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے اور ستر ماؤں سے بھی بڑھ کر اپنے بندے کو پیار کرتا ہے۔ اپنے بندے کو بصارت، بصیرت، گویائی اور احساس سے نوازا ہے۔ اس نے بندے کو ایک ایسا دل عطا کیا ہے جس میں وہ خود بستا ہے۔ وہ رازق ہے اور بندے کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ وہ رحیم و کریم ہے اور بندے پر اپنا خصوصی رحم و کرم رکھتا ہے۔ وہ ستار ہے اور بندے کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ غفار ہے اور بندے کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ غرض یہ کہ خدا کی نعمتیں ہم پر بے شمار ہیں جنھیں ہم جھٹلا نہیں سکتے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

فبای الاءِ ربکما تکذبٰن

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

بقول شاعر:

پہنچتا ہے ہر اک مے کش کے آگے دورِ جام اس کا
کسی کو تشنہ لب رکھتا نہیں ہے لطفِ عام اس کا

چوں کہ اللہ بندے کا خالق و مالک اور معبود ہے اس لیے بندے کا فرضِ اولین ہے کہ وہ سب سے پہلے اس کا حق ادا کرے۔ لیکن بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کے مقابلے میں نحیف و ناتواں اور ناقص العقل ہے۔ یہ مخلوق ہے اور مخلوق کبھی بھی خالق کی برابری نہیں کر سکتی ہے۔ اس لیے ایک بندہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود بھی اللہ کا حق ادا کرنے سے عاجز ہے۔ حتیٰ کہ اپنی جان بھی اللہ کے راستے میں قربان کر دے، تو بھی وہ اللہ کا حق نہیں ادا کر سکتا ہے۔
بقول غالبؔ

؎ جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مختصر یہ کہ تشریح طلب شعر اللہ کی نوازشات اور ان کے سامنے انسان کی بے بسی کا خوب صورت اظہار ہے۔

شعر 3۔

لاہور بورڈ G-II-2014، G-I-2013,2016، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2014، G-I-2015

محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم
کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالیؔ

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! جس پر تیرا بھید کھلا یا جس پر نہ کھلا، دونوں ہی برابر ہیں۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنفِ سخن ہے۔ تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ'' کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے۔'' تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ''قرآن مجید'' کا تو آغاز بھی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی ہے۔ ہر شاعر کی طرح حالیؔ کے ہاں بھی حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالیؔ کے خون میں شامل تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

تشریح طلب شعر میں حالیؔ خدا کے بھید جاننے اور نہ جاننے والوں کو برابر قرار دیتے ہیں۔ دراصل وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ زمین و آسمان اور کائنات ہی طرح طرح کی مخلوقات کی تخلیق پر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ کائنات اللہ کی حکمت و دانائی کا مظہر ہے۔ محققین اس کاری گری کے بارے میں جاننے کے لیے ہمیشہ سے ہی متجسس رہے ہیں لیکن وہ جتنا کچھ بھی جان لیں، ان کی تحقیق کی انتہا ''حیرت'' ہی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس نامحرم یعنی تحقیق سے کوسوں دور لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی کاری گری سے ناواقف ہیں اور ان کی انتہا بھی ''حیرت'' ہی ہے۔ اس لیے محرم یعنی 'جاننے والے' اور نامحرم یعنی 'نہ جاننے والے' دونوں ہی برابر ہیں۔

؎ عقل میں جو گھر گیا لاانتہا کیوں کر ہوا
جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا

شعر کا دوسرا پہلو معرفت کے اصولوں پر مبنی ہے۔ معرفت، قربِ الٰہی کا انوکھا راستا ہے کیوں کہ عارفین عشقِ الٰہی میں ڈوب کر خدا کے بھید جان لیتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:

''عشق خدا کے بھید جاننے کی مشین ہے۔''

www.ilmkidunya.com

لیکن خدا کے بھید جانتے ہوئے بھی وہ اظہار نہیں کر سکتے ہیں۔ ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں یا یوں کہیے کہ ان پر زبان بندی کی مہر لگا دی جاتی ہے کیوں کہ اُن کی بات کو سمجھنے والے نہیں ہوتے۔ اس میں خاص باتیں اگر عام لوگوں کے سامنے کر دی جائیں تو فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ حسین بن منصور حلاج کی شخصیت اس کی عمدہ مثال ہے جس نے حق کو جان لینے کے بعد ''اناالحق'' کا نعرہ لگایا تو بے سمجھ لوگوں نے اُسے سولی پر چڑھا دیا شاعر کا کہنا ہے۔

ذرے ذرے سے عیاں ہونے کے بعد
آج تک رازِ حقیقت راز ہے

اس کے برعکس جو لوگ معرفت الٰہی نہیں رکھتے ہیں وہ بھی خدائے بزرگ و برتر کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ گویا اس تناظر میں بھی 'محرم' یعنی عارفین اور 'نامحرم' یعنی نہ جاننے والے، دونوں برابر ہیں۔ کیوں کہ اللہ کی ذات میں کھو جانے والا دنیا کی حقیقت کو جان کر اس سے بے گانہ ہوتا ہے جب کہ اللہ کی قدرت کو نہ جاننے والا ایسے ہی اس سے بے گانہ رہتا ہے۔ غرض کہ محرم اور نامحرم کے استعمال سے شاعر نے خوب صورت صنعتِ تضاد پیدا کی ہے۔

شعر 4۔

چھپتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالؔی

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! تجھ سے لو لگانے والا بندہ اپنی گدڑی کے مقابلے میں دنیا کی بادشاہت کو کبھی ترجیح نہیں دیتا ہے۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنفِ سخن ہے۔ تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی سے اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ ''کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے'' تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ''قرآن مجید'' کا تو آغاز ہی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالؔی کے ہاں بھی ہمیں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالؔی کے خون میں شامل تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

تشریح طلب شعر میں حالؔی بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ جب اللہ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں تو انھیں اللہ کی ذات کا حقیقی جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ اس جلوے کا لطف و سرور ہی بالکل الگ ہے۔ ان کی عبادات میں بھی ایک محبت اور لطف ہوتا ہے۔ وہ تنہائیوں میں بھی اکیلے نہیں ہوتے ہیں۔ جلوت میں وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی باتیں بتاتے ہیں تو خلوت میں وہ اللہ سے باتیں کرتے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد عام آدمی کی زندگی سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ عام آدمی اگر دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے تو وہ دنیا سے بھاگتے ہیں۔ وہ شہرت، مرتبے اور دولت کے حریص نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ حریص ہوتے ہیں تو فقط اپنے رب کے قرب کے اور قرب میں اس ذاتِ حقیقی کے جلوؤں کے۔ وہ صابر و شاکر ہو جاتے ہیں اور اللہ کی رضا میں راضی رہتے ہیں۔

''جو انسان اس تقسیم پر راضی ہے جو اللہ نے اس کے مقدر میں کی ہے، وہ اللہ پر راضی ہوتا ہے
اور جو اللہ پر راضی ہو گیا، اللہ اس پر راضی ہو گیا۔''

www.ilmkidunya.com

مقرب بندے اللہ کی تقسیم پر راضی ہوتے ہیں کیوں کہ یہ منزل ہی تسلیم و رضا کی منزل ہے اور اس کا لطف ہی نرالا ہے۔ تسلیم و رضا کے برعکس بندے کی اپنی تمنا اور خواہش ہوتی ہے۔ جس میں دنیا کی چاہت غالب ہوتی ہے۔ اللہ کی چاہت کے مقابلے میں دنیا کی چاہت سراسر گھاٹے کا سودا ہے کیوں کہ دنیا فانی ہے اور اللہ کی ذات باقی ہے۔ باقی کے مقابلے میں فانی کی چاہت محض نقصان کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ مقرب بندے اس راز کو جان لیتے ہیں اس لیے وہ اللہ کے قرب کے پُر کیف اور دائمی لطف کی نعمت کو چھوڑ کر عارضی اور حقیر لطف کی طرف کبھی نہیں پلٹتے۔ اسی موضوع کو دوسرے الفاظ میں حالؔی نے یوں بھی بیان کیا ہے۔

ان کی نظر میں شوکت جچتی نہیں کسی کی
آنکھوں میں بس رہا ہے جن کی جلال تیرا

بحیثیتِ مجموعی شعر ایک صوفی کی شخصیت کی عمدہ تصویر ہے۔ کملی کے متضاد خلعت اور سلطان کے متضاد گدا کے لفظ سے شاعر نے صنعتِ تضاد کا عنصر پیدا کیا ہے۔

شعر 5۔

گوجرانوالہ بورڈ G-I-2013

تو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط اُن کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گِلا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالؔی

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! رنج و مصیبت میں تجھ سے گلا کرنے والے بھی تیری ہی قدرت پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنف سخن ہے۔ تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ'' کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے'' تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ '' قرآن مجید'' کا تو آغاز بھی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعرا نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالؔی کے ہاں بھی ہمیں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالؔی کے خون میں شامل تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

تشریح طلب شعر میں حالؔی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قادرِ مطلق ہے۔ اس کی قدرت ہر ایک پر عیاں ہے۔ وہ خالق و مالک ہے اور کائنات کی کوئی بھی شے اس کی دسترس سے باہر نہیں۔ رنج و مصیبت بھی اسی کی طرف سے ہے لہٰذا اس میں بھی اس کی حکمت ہے۔ دراصل جب ایک انسان دنیا کی رنگینی میں کھو کر اپنے مقصدِ حیات سے غافل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے غفلت سے جگانے اور حقیقت سے آشنا کرنے کے لیے رنج و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے لیکن یہ تکلیف اور رنج انسان کی قوتِ برداشت سے زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

خدارسیدہ بندے تو رنج و مصیبت کو اللہ تعالیٰ کی آزمائش خیال کرتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ جس نے تکلیف بھیجی ہے وہی آسانیوں تک بھی پہنچانے والا ہے۔اس کے برعکس گنہ گار اگر دکھ اور تکلیف میں اللہ سے گلہ و شکوہ کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے کی صفت پر کامل یقین رکھتے ہیں کیوں کہ ان کے گلے اور شکوے کا انداز یوں ہوتا ہے کہ **اے اللہ! تُو نے ہمیں اس تکلیف میں کیوں مبتلا کیا ہے۔** اس اندازِ اظہار میں یہ واضح ہے کہ وہ تکلیف اور مصیبت پر اللہ کی قدرت کو مانتے اور جانتے ہیں۔ اس کے بعد جب وہ یوں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! تُو ہمیں اس تکلیف اور مصیبت سے نجات دے۔اس بات میں بھی ان کا یہ اقرار اور تصدیق موجود ہے کہ بے شک اللہ ہی ہر شے پر قادر ہے۔ بقول شاعر:

ے ہے غلط گر گماں میں کچھ ہے
تجھ سوا بھی جہاں میں کچھ ہے

اس لیے شاعر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی اور قدرت پر کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ حتٰی کہ رنج و مصیبت میں اللہ سے شکوہ کرنے والے بھی اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ بے شک اللہ کی ذات ہی ہر شے پر محیط ذات ہے۔ بقول حفیظ جالندھری:

ے نظامِ آسمانی ہے اسی کی حکمرانی سے
بہارِ جاودانی ہے اُسی کی باغبانی سے

غرض یہ کہ شاعر نے خوب صورت انداز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رنج و مصیبت میں مبتلا لوگوں کے طرزِ زندگی کو موزوں کیا ہے۔

شعر6۔

لاہور بورڈ G-I-2017,G-I-2014

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام ، صبا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالیؔ

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے اللہ تعالیٰ! اس کائنات میں تیرا پیغام پھیلنے سے بھلا کیسے رک سکتا ہے کیوں کہ صبح کی ہوا میں بھی تیرا پیغام موجود ہے۔

تشریح:۔

’’حمد‘‘ قدیم ترین صنفِ سخن ہے تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ’’ کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے‘‘ تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ’’قرآن مجید‘‘ کا تو آغاز ہی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالیؔ کے ہاں بھی ہمیں حمد یہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالیؔ کے خون میں شامل تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

تشریح طلب شعر میں حالیؔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہر جا موجود ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی موجودگی اور خالق و مالک ہونے کا پیغام دیتی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق ہے۔ اس نے اس کائنات میں ہر چیز بہترین معیار اور انداز پر تخلیق کی ہے۔ یعنی آسمان اور اس میں موجود سورج، چاند، ستارے اور کہکشائیں اپنی تخلیق میں یہ پیغام رکھتے ہیں کہ اس ذات سے بڑا کوئی کارساز نہیں ہے۔ زمین کا معیارِ تخلیق، اندازِ تخلیق اور مقصدِ تخلیق بھی بلاشبہ اپنی مثال آپ ہے۔ زمین پر موجود طرح طرح کی مخلوقات ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی خلاقی اور وحدانیت کا پیغام دے

رہی ہیں۔ یہ ہوائیں، یہ بادل، یہ بدلتے موسم، یہ دن اور رات، یہ دریا اور سمندر، یہ پیڑ اور پودے، یہ اناج اور پھل، یہ پھول اور پھولوں پر منڈلاتے بھنورے، یہ سب نشانیاں زمین پر ہر طرف موجود ہیں اور اللہ کی یکتائی اور اس کی قدرت کا پیغام دے رہی ہیں۔

ہر ذرہ اس بات کا شاہد ہے کہ خدا ہے
حیران ہے مگر عقل، کہ کیسا ہے وہ کیا ہے

بادِ صبا بھی اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک ہے اور زمین کے گوشے گوشے میں موجود ہے۔ بے شک بادِ صبا بھی اپنے اندر ایک پیغام لیے ہوئے ہے کہ اس کا خالق بہت عظمت و بڑائی والا ہے کہ جس نے ہوا کے اندر اہلِ زمین کے لیے تازگی اور زندگی رکھ دی ہے۔ اس لیے شاعر کا موقف ہے کہ جب اس کائنات کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں اور اللہ کی خلاقی اور وحدانیت کا پیغام دے رہی ہیں تو پھر اس کی شہنشاہی اور موجودگی کا پیغام یقیناً نہیں رک سکتا ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خاں۔

ہر اک ذرہ فضا کا داستاں اس کی سناتا ہے
ہر اک جھونکا ہوا کا آ کے دیتا ہے پیام اس کا

مختصر یہ کہ شاعر نے جوش و جذبے سے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ جب ہر سو اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تو آخر کب تک یہ دنیا توحید اور خدا شناسی سے محروم رہے گی۔

شعر 7۔ لاہور بورڈ G-II-2016

ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالؔی ہے سب سے جُدا تیرا

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : حمد

شاعر کا نام : خواجہ الطاف حسین حالؔی

ماخذ : دیوانِ حالی

مفہوم : اے حالؔی! تیرا کہا ہوا ہر بول دل پر اثر کرتا ہے کیوں کہ تیرا بیان کرنے کا انداز سب سے جدا ہے۔

تشریح:۔

''حمد'' قدیم ترین صنفِ سخن ہے۔ تخلیقِ کائنات سے پہلے ہی اللہ کی تعریف و توصیف کا سلسلہ جاری ہے۔ خدا کا فرمان ہے کہ '' کائنات کی ہر شے اپنے اپنے انداز میں اللہ کی توصیف میں مصروف ہے'' تمام آسمانی کتابیں اللہ کی تعریف سے لبریز ہیں۔ ''قرآن مجید'' کا تو آغاز ہی حمد خدا سے ہوتا ہے اور اختتام بھی۔ جہاں تک شاعری کا تعلق ہے تو عربی و فارسی میں حمد و مناجات کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ نہ صرف مسلمان بل کہ غیر مسلم شعراء نے بھی اس روایت کی پاس داری کی۔ ہر شاعر کی طرح حالؔی کے ہاں بھی ہمیں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خدا سے محبت کا عنصر تو حالؔی کے خون میں شامل تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جگہ جگہ اپنی شاعری میں اظہار کیا ہے۔

تشریح طلب شعر میں حالؔی صنعت شاعرانہ تعلّی کا استعمال کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا کہا ہوا ہر بول لوگوں کے دلوں پر اثر کرتا ہے۔ دراصل حالؔی مطالب کو وضاحت سے پیش کرتے ہوئے وہ ہر بات کو سنجیدگی اور عقلیت کے ترازو میں تولتے ہیں۔ ان کی تخلیقات میں اصلاح کا مقصد چھپا ہوا ہے۔ مقام و مرتبے، شہرت اور دولت کے حصول کے مقصد میں اصلاح کا کام نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے تو دل اور دردِ دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اقبال نے کہا تھا:

www.ilmkidunya.com

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

قول ہے:

''روح کی گہرائی سے نکلی ہوئی بات روح کی گہرائی تک ضرور جائے گی۔''

بے شک یہ قانون فطرت ہے کہ کوئی کسی کے بارے میں اپنے دل میں جیسا گمان رکھتا ہے وہ بھی اس کے بارے میں اسی طرز کے خیالات اپنے دل میں بسائے ہوتا ہے۔ یعنی چاہت کو چاہت ہی ملتی ہے اور نفرت کے بدلے نفرت ہے۔ اگر حالؔی کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کی کہی ہوئی باتیں لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی ہیں تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ عوام کے ساتھ مخلص ہیں۔ وہ ان کو سنتے اور سمجھتے ہیں۔ وہ انھیں عزت بھی دیتے ہیں اور ان کی اصلاح کے لیے انھیں دل سے نصیحتیں بھی کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ حالؔی جو اصلاحی شاعری کرتے ہیں وہ روح کی گہرائی سے کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے اشعار لوگوں کے دلوں پر اثر کر تے ہیں۔ اسی بات کا دعویٰ انھوں نے ایک اور انداز میں یوں بھی کیا ہے۔

بیگانگی میں حالؔی ، یہ رنگِ آشنائی
سن سن کر سر دھنیں گے قال اہلِ حال تیرا

بحیثیت مجموعی حالؔی نے اپنی اس نظم میں منفرد انداز میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے۔ اُن کے کلام میں علم بیان و بدیع کا بے جا استعمال نہیں ہے۔ بیان کی سادگی نے اس کی تاثیر کو بڑھا دیا ہے۔ اس لیے ان کا ہر بول قاری کے دل سے ٹکرا کر ہی گزرتا ہے۔

مشقی سوالات

(U.B-A.B)

سوال نمبر ا۔ سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(الف): کون سا بندہ حمد سرا ہے؟

جواب: **حمد سرا بندہ**

ایک نافرمان بندہ حمد سرا ہے۔

(ب): کس کا حق سب سے مقدم ہے؟

جواب: **مقدم حق**

اللہ تعالیٰ کا حق سب سے مقدم ہے۔

(ج): محرم اور نامحرم میں کیا فرق ہے؟ لاہور بورڈ G-II-2013

جواب: **محرم اور نامحرم**

نظم کے تیسرے شعر کے مطابق محرم اور نامحرم میں کوئی فرق نہیں ہے جب کہ محرم اور نامحرم کے لفظی معنیٰ 'جاننے والا' اور 'نہ جاننے والا' کے ہیں۔

(د): اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟ لاہور بورڈ G-II-2016

جواب: **اللہ کا گدا**

اللہ کا گدا اپنی کملی میں مگن رہتا ہے۔

www.ilmkidunya.com

(ہ): بادِصبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟ لاہور بورڈ G-I-2015، گوجرانوالہ بورڈ G-I-2016

جواب: **بادصبا کا پیغام**

بادِصبا گھر گھر اللہ کا پیغام لیے پھرتی ہے۔

سوال نمبر۲۔ اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

جواب: **حمد میں مذکور صفاتِ ربانی**

شاعر نے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قادرِ مطلق، خالق و مالک اور ہر معاملے اور ہر شے پر محیط ذات ہے۔

سوال۳۔ تیسرے شعر میں شاعر نے 'محرم' اور 'نامحرم' کو کس لئے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

جواب: **محرم اور نامحرم کی برابری کی وجہ**

تیسرے شعر میں شاعر نے 'محرم' اور 'نامحرم' کو اس لیے ایک جیسا قرار دیا ہے کیوں کہ 'محرم' اپنے عشقِ حقیقی کی بدولت اللہ کے بھید جان تو لیتا ہے لیکن زبان گنگ ہو جانے کی وجہ سے کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس 'نامحرم' اپنی کم علمی کی وجہ سے کچھ بھی کہنے سے قاصر ہے۔ اس لیے دونوں برابر ہیں۔

سوال نمبر۵۔ تیسرے شعر میں شاعر نے ''محرم'' اور ''نا محرم'' کو کس لیے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

سوال نمبر۔ ۶ اعراب لگائیں۔

بَنْدَہِ نافَرْماں حَمْدْسَرا مُقَدَّم مَحْرَم خِلْعَتِ سُلْطانی رَنْج ومُصِیْبَت آفاق رَنْگِ بَیاں

سوال نمبر۷۔ مصرعے مکمل کریں۔

ا) گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا۔

ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم۔

ج) چھپتا نہیں نظروں میں یاں خلعت سلطانی۔

د) آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری۔

ہ) ہر بول تیرا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے۔

سوال نمبر۸۔ ''نافرماں'' اور ''نامحرم'' میں نا سابقہ ہے۔ آپ ایسی پانچ مثالیں تلاش کریں۔ جن میں ''نا'' سابقہ کے طور پر استعمال ہوا ہو۔

جواب: نامعقول، ناسمجھ، نالائق، ناآشنا، نادان، ناتواں

قافیہ: **شعر میں ہم وزن وہم الفاظ قافیہ کہلاتے ہیں۔**

مثلاً: سودا، سرا، ادا، کھلا، گدا، گلا، صبا، جدا،

ردیف:

لفظی معنی: سوار کے پیچھے بیٹھنے والے

اصطلاحی معنی: شعر کے آخر میں بغیر تبدیلی بار بار آنے والے الفاظ ردیف کہلاتے ہیں۔

مثلاً: تیرا

www.ilmkidunya.com

سوال: شعری اصطلاح میں قافیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قافیہ کی تعریف:

شعر کے آخر میں آنے والے ہم وزن اور ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے تاہم ان کی آواز ایک جیسی رہتی ہے۔ جیسے:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے
نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

مذکورہ بالا اشعار میں حباب، سراب اور گلاب قافیے ہیں۔

سوال: شعری اصطلاح میں ردیف سے کیا مراد ہے؟

جواب: ردیف کی تعریف:

ردیف کے لغوی معنی ''سوار کے پیچھے بیٹھنے والے'' کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہا جاتا ہے۔ چوں کہ یہ لفظ یا الفاظ قافیے کے بعد آتے ہیں اس لیے انھیں ردیف کا نام دیا گیا ہے۔ جیسے:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے
نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

مذکورہ بالا اشعار میں ''کی سی ہے'' ردیف ہے۔

کثیر الانتخابی سوالات

(U.B-A.B)

1۔ حالؔی کا سنہ پیدائش ہے:

(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۸۳۷ء (C) ۱۷۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

2۔ حالؔی کا سنہ وفات ہے:

(A) ۱۷۲۵ء (B) ۱۸۱۰ء (C) ۱۹۱۴ء (D) ۱۸۴۶ء

3۔ حالؔی کے والد کا نام تھا:

(A) خواجہ ایزد بخش (B) مولوی سعادت علی (C) مولوی ممتاز علی (D) میر علی متقی

4۔ حالؔی پیدا ہوئے:

(A) لکھنؤ میں (B) دلی میں (C) پانی پت میں (D) فیض آباد

5۔ حالؔی کا تعلق ______ کے ایک معزز خاندان سے تھا:

(A) انصاریوں (B) مہاجروں (C) آریاؤں (D) لودھیوں

6۔ حالؔی کا خاندان غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ______ سے ہندوستان آیا:

(A) کابل (B) ہرات (C) قندھار (D) ہلمند

www.ilmkidunya.com

7۔ جب حالیؔ کے والد کا انتقال ہوا تو حالیؔ کی عمر تھی:

(A) سات سال (B) نو سال (C) گیارہ سال (D) تیرہ سال

8۔ ______ سال کی عمر میں حالیؔ کی رضامندی کے بغیر ان کی شادی کر دی گئی:

(A) پندرہ (B) سولہ (C) سترہ (D) اٹھارہ

9۔ والد کے انتقال کے بعد حالیؔ کی پرورش کی:

(A) بڑے بھائی بہن نے (B) چچا نے (C) تایا نے (D) ماموں نے

10۔ علم کے شوق میں حالیؔ بیوی کو میکے چھوڑ کر چلے گئے:

(A) دلی (B) آگرہ (C) بمبئی (D) لاہور

11۔ حالیؔ دلی میں معروف عالم اور واعظ مولوی ______ کے مدرسے میں زیر تعلیم رہے:

(A) سعادت علی (B) تقی علی خاں (C) نوازش علی (D) یوسف علی

12۔ حالیؔ حصار کلکٹری میں ملازم ہوئے:

(A) ۱۸۵۶ء میں (B) ۱۸۵۲ء میں (C) ۱۸۵۴ء میں (D) ۱۸۶۰ء میں

13۔ حالیؔ کس کے بچوں کے اتالیق رہے؟

(A) مصحفیؔ (B) غالبؔ (C) شیفتہؔ (D) میرؔ

14۔ حالیؔ کو شمس العلما کا خطاب ملا:

(A) ۱۹۰۲ء میں (B) ۱۹۰۳ء میں (C) ۱۹۰۴ء میں (D) ۱۹۰۵ء میں

15۔ ''مقدمۂ شعر و شاعری'' تصنیف ہے:

(A) حالیؔ کی (B) غالبؔ کی (C) اقبالؔ کی (D) ظفرؔ کی

16۔ ''یادگارِ غالبؔ'' تصنیف ہے:

(A) حالیؔ کی (B) غالبؔ کی (C) اقبالؔ کی (D) ظفرؔ کی

17۔ حالیؔ کی تصنیف نہیں ہے:

(A) حیاتِ جاوید (B) حیاتِ سعدیؒ (C) مدوجزرِ اسلام (D) قاطع برہان

18۔ اک بندہ ______ ہے حمد سرا تیرا: لاہور بورڈ G-II-2013

(A) نافرماں (B) گنہ گار (C) خاک (D) تابع فرمان

19۔ گو سب سے ______ ہے حق تیرا ادا کرنا:

(A) اچھا (B) مقدم (C) افضل (D) بہترین

20۔ کچھ کہ نہ سکا جس پر یاں ______ کھلا تیرا:

(A) راز (B) پردہ (C) بھید (D) جلوہ

21۔ ______ میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا:

(A) کملی (B) چادر (C) گدڑی (D) مستی

22۔ ______ میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری:

(A) آفاق (B) عالم (C) جہان (D) دنیا

www.ilmkidunya.com

23۔ نظم "حمد" کے شاعر ہیں:

(A) امیر مینائی (B) الطاف حسین حالی (C) نظیر اکبر آبادی (D) علامہ اقبالؒ

24۔ جس نظم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جاتی ہے، کہلاتی ہے: لاہور بورڈ 2016،G-I-2014

(A) نعت (B) منقبت (C) مرثیہ (D) حمد

25۔ کس کا رنگِ بیان سب سے جدا ہے؟ گوجرانوالہ بورڈ G-I-2016

(A) شبلی نعمانیؒ کا (B) حالی کا (C) امیر مینائی کا (D) میر تقی میر کا

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

1	B	2	C	3	A	4	C	5	A	6	B	7	B	8	C	9	A	10	A
11	C	12	A	13	C	14	C	15	A	16	A	17	D	18	A	19	B	20	C
21	A	22	A	23	B	24	D	25	B										

www.ilmkidunya.com